قادیانی عبادات نماز، روزہ، حج، زکوۃ پر مفصل تحریر

قادیانی رمضان کا روزہ

مفتی مبشر شاہ

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

عبادات کا تمسخر اور قادیانی فکری کج روی

دین اسلام کی بنیاد جن پانچ ستونوں پر رکھی گئی ہے، ان میں روزہ ایک ایسی اہم بدنی عبادت ہے جو انسان کے اندر تقویٰ، طہارت اور اپنے رب کی رضا کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ مسلمانوں کے لیے ایک روحانی بہار کی مانند ہوتا ہے، جس میں ہر مومن اپنی نفسانی خواہشات کو لگام دے کر خالق کائنات کے احکامات کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ لیکن تاریخِ اسلام میں جب بھی نبوت کے جھوٹے دعویداروں اور فتنہ پروروں نے جنم لیا، انہوں نے سب سے پہلے اسلام کے انہی شعائر اور عبادات کو نشانہ بنایا تاکہ مسلمانوں کے عقیدے اور عمل کی عمارت کو کھوکھلا کیا جا سکے بالخصوص مرزا قادیانی نے جس طرح قادیانیت کے نام پر ایک نیا مذہب تراشا، اس میں عبادات کی روح کو جس بیدردی سے مسخ کیا گیا، وہ کسی ذی شعور سے ڈھکا چھپا نہیں۔

اس رسالے (قادیانی رمضان کا روزہ) کی تالیف کا بنیادی مقصد مرزا قادیانی کی اپنی کتب اور اس کے قریبی مریدین کی روایات (سیرت المہدی وغیرہ) کی روشنی میں یہ ثابت کرنا ہے کہ جس شخص نے مسیحِ موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، وہ اسلام کے اس اہم ترین فریضے کی ادائیگی میں کس قدر سست، حیلہ جو اور بیزار واقع ہوا تھا۔

اس رسالے میں آپ درج ذیل حقائق کا مشاہدہ کریں گے:

فرائض سے فرار: مرزا قادیانی نے کس طرح معمولی بیماریوں اور ضعف کو ڈھال بنا کر برسوں تک رمضان کے روزے ترک کیے اور کبھی ان کی قضا کرنے کی توفیق نہ پائی۔

شرعی حدود کی پامالی: 30 یا 60 کلو میٹر جیسی مختصر مسافت، جو شرعی طور پر سفر نہیں کہلاتی، اسے بہانہ بنا کر نہ صرف خود روزے چھوڑے بلکہ اپنے مریدین کی عبادتوں کو بھی ضائع کرایا۔

جبر اور من مانی تشریح: افطار سے محض چند منٹ یا آدھ گھنٹہ قبل مریدین کو زبردستی روزہ توڑنے پر مجبور کرنا اور اسے خدا کی فرمانبرداری کا نام دے کر شرعی رخصت کا تمسخر اڑانا۔

اخلاقی گراوٹ: رمضان جیسے مقدس مہینے میں غیر محرم عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھنا، ان سے نذرانے وصول کرنا اور نظروں کی حفاظت کے بجائے بدنگاہی کے واقعات کا صدور رہونا۔

پیٹ پروری بمقابلہ تقویٰ: اللہ کی مہمانی (روزہ) کے مقابلے میں دنیوی دعوتوں اور مادی لذتوں کو ترجیح دینا اور محض میٹھے چاولوں کے لیے مریدین کے روزے تڑوا دینا۔

یہ رسالہ محض ایک تنقید نہیں بلکہ قادیانیت کے اس بودے نظامِ عبادت کا پوسٹ مارٹم ہے جو اپنے پیروکاروں کو تقویٰ کے بجائے سستی، حیلہ سازی اور اتباعِ نفس کا سبق دیتا ہے۔ ہم نے مستند حوالہ جات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی کی شریعت میں روزے کی وہ اہمیت اور تقدس نہیں تھا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تالیف کو حق کے طالبین کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے اور مسلمانوں کو قادیانیت جیسے فکری ارتداد سے محفوظ رکھے۔

خادمِ ختمِ نبوت: مفتی مبشر شاہ

سنتِ نبوی بمقابلہ قادیانی خود ساختہ شریعت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ، وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (رمضان میں) سفر کیا کرتے تھے۔ (سفر میں بہت سے روزے سے ہوتے اور بہت سے بے روزہ ہوتے) لیکن روزے دار بے روزہ دار پر اور بے روزہ دار روزے دار پر کسی قسم کی عیب جوئی نہیں کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری:1947)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ , قَالَ أَبُو عَبْد الرَّحْمَنِ: هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ الَّذِي قَبْلَهُ، لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ ابْنَ كَثِيرٍ عَلَيْهِ.

(تابعی) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے“۔ ابوعبدالرحمٰن (نسائی) کہتے ہیں: یہ غلط ہے، صحیح روایت وہ ہے جو پہلے گزری ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس پر ابن محمد بن کثیر کی متابعت کی ہے۔

(سنن نسائی:2258)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَرَأَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ فَقَالُوا: صَائِمٌ، فَقَالَ: لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر (غزوہ فتح) میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک روزہ دار ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا کام نہیں ہے۔

(صحیح بخاری:1946)

ان مبارک احادیثِ نبویہ کی روشنی میں مرزا قادیانی کے خود ساختہ دین اور اس کے عمل کا موازنہ درج ذیل تشریح میں ملاحظہ فرمائیں:

مرزا قادیانی نے رمضان المبارک کے روزوں اور سفر کی رخصت کے حوالے سے جو رویہ اختیار کیا، وہ ان احادیثِ مبارکہ کے صریحاً خلاف اور اسلام کی روح کو مسخ کرنے کی ایک بھونڈی کوشش تھی۔ ان احادیث کی روشنی میں مرزا قادیانی کا کذب درج ذیل نکات سے واضح ہوتا ہے:

صحیح بخاری کی پہلی حدیث (1947) واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سفر میں روزے رکھنے والوں اور نہ رکھنے والوں کے درمیان کوئی امتیاز یا عیب جوئی نہیں کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دونوں گروہ ساتھ چلتے تھے اور

کسی کو دوسرے پر اعتراض نہ تھا۔

اس کے برعکس مرزا قادیانی نے نہ صرف روزے داروں پر عیب جوئی کی بلکہ ان کی عبادت کو سینہ زوری قرار دیا اور انہیں زبردستی روزے افطار کرانے پر مجبور کیا۔ مرزا کا یہ عمل اس سنتِ نبوی کے خلاف تھا جہاں روزے دار کے جذبے کا احترام کیا جاتا تھا۔

صحیح بخاری (1946) اور سنن نسائی (2258) کی احادیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں، اس کا پس منظر خود حدیث میں موجود ہے کہ ایک شخص مشقت کی وجہ سے نڈھال تھا اور لوگوں نے اس پر سایہ کیا ہوا تھا۔ یعنی یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو مشقت کی تاب نہ لا سکیں اور خود کو ہلاکت میں ڈالیں۔

مرزا قادیانی نے اس حکم کو عام کر دیا اور ہر اس شخص پر بھی لاگو کیا جو ہشاش بشاش تھا اور افطار کے بالکل قریب تھا۔ مرزا نے رخصت کو لازمی ممانعت بنا دیا، حالانکہ قرآن وسنت کی روشنی میں اگر کوئی ہمت رکھتا ہو تو سفر میں روزہ رکھنا خیر اور افضل ہے۔ مرزا کا یہ کہنا کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز نہیں، شریعت سازی کی وہ جسارت ہے جو احادیث کے مفہوم کو بدلنے کے مترادف ہے۔

احادیث میں سفر سے مراد وہ مسافت ہے جسے عرفِ عام میں سفر کہا جائے اور جس کی حدود فقہائے کرام نے طے کی ہیں۔ مرزا قادیانی نے 38 کلومیٹر اور 60 کلومیٹر جیسے مختصر فاصلوں کو بھی شرعی سفر قرار دے کر روزے تڑوائے۔ جبکہ احادیث کے مطابق صحابہ کرام طویل غزوات کے سفر میں بھی روزے کی ہمت رکھتے تھے۔ مرزا کا تھوڑی سی مسافت پر روزہ چھوڑنا اور دوسروں کے تڑوانا ثابت کرتا ہے کہ اس کا مقصد سنت پر عمل نہیں بلکہ پیٹ پروری اور عبادت سے بیزاری تھا۔

نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی صحابی کو زبردستی روزہ توڑنے پر مجبور نہیں کیا جب تک کہ اس

کی جان کو خطرہ نہ ہو۔

مرزا قادیانی مریدین کو افطار سے آدھ گھنٹہ پہلے صرف اس لیے روزہ توڑنے کا حکم دیتا تھا کہ وہ اس کے خود ساختہ حکمِ امام کی تابعداری کریں۔ یہ اللہ کی بندگی کے مقابلے میں اپنی بندگی کروانے کا ایک طریقہ تھا، جو ان احادیث کی روح کے سراسر منافی ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں سفر کے دوران روزہ رکھنا ایک اختیاری نیکی ہے اور اسے پورا کرنا عزیمت ہے۔ مرزا قادیانی نے ان احادیث کا غلط استعمال کر کے نیکی کو گناہ اور سینہ زوری کا نام دیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف جاہل تھا بلکہ شعائرِ اسلام کا دشمن بھی تھا۔ اس نے سنت کے نام پر سنت کی جڑیں کاٹیں اور اپنے مریدین کو اللہ کی رحمتوں سے محروم کر کے اپنی من مانیوں کا غلام بنالیا۔

قادیانی رمضان کا روزہ

مرزا قادیانی کی روزوں سے محرومی اور ضعف کا بہانہ

آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب البریہ میں حضرت صاحب نے روزوں کا زمانہ آٹھ نو ماہ بیان کیا ہے)

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 14، روایت نمبر 18)

مرزا قادیانی کی زندگی کے معمولات کا جب ہم باریک بینی سے جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ شخص جو خود کو دین اسلام کا مجدد اور مسیحِ دوراں کہلاتا تھا، اسلام کے اہم ترین ستون اور بنیادی فریضے یعنی روزہ کی ادائیگی میں بھی ہمیشہ سستی اور محرومی کا شکار رہا۔ سیرت المہدی کی یہ روایت اس بات کی واضح گواہی دیتی ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی کے آخری برسوں میں رمضان المبارک کے روزے رکھنا چھوڑ دیے

تھے اور اس کے لیے ضعف اور کمزوری کا عذر پیش کیا گیا۔

اسلامی شریعت میں روزہ ایک ایسا بدنی فریضہ ہے جس کی فرضیت ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر قائم ہے، اور اسے چھوڑنے کی اجازت صرف انتہائی مجبوری یا ایسی بیماری کی صورت میں ہے جو جان لیوا ثابت ہو سکے۔ مگر مرزا قادیانی کا طرزِ عمل یہ بتاتا ہے کہ وہ معمولی کمزوری کو بھی ایک ڈھال بنا کر اس عظیم عبادت سے کنارہ کش ہو جاتا تھا۔ ایک طرف اس کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ روحانیت کی بلندیوں پر فائز ہے اور اسے خدا کی خاص تائید حاصل ہے، جبکہ دوسری طرف اس کی جسمانی حالت کا یہ عالم تھا کہ وہ سال بھر میں آنے والے ایک ماہ کے روزوں کا بوجھ بھی برداشت نہ کر سکا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنی کتابوں میں تو طویل روزے رکھنے کے قصے بیان کرتا تھا جیسا کہ اس نے کتاب البریہ میں آٹھ نو ماہ تک روزے رکھنے کا تذکرہ کیا، مگر جب حقیقت میں رمضان کا مقدس مہینہ آتا تو وہ ضعف اور نقاہت کا سہارا لے کر روزوں سے فرار اختیار کر لیتا۔ یہ تضاد اس کے قول و فعل کے اس بڑے فرق کو واضح کرتا ہے جو کذابین کا خاصہ ہوتا ہے۔ ایک سچا مومن اور اللہ کا برگزیدہ بندہ تو بڑھاپے اور بیماری کے باوجود سجدوں اور روزوں میں لذت پاتا ہے، مگر مرزا قادیانی کے ہاں عبادات سے اکتاہٹ اور محرومی کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔

اس حوالے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی نام نہاد مسیحیت میں اتنی بھی طاقت نہ تھی کہ وہ اسے ایک تندرست مسلمان کی طرح فرائض کی ادائیگی کے قابل بنا سکے۔ روزوں سے یہ بیزاری اور مسلسل محرومی درحقیقت اس باطنی سیاہی کا نتیجہ تھی جو کفر اور تمسخرِ دین کی وجہ سے اس کے مقدر میں لکھ دی گئی تھی۔ جو شخص خود کو نبی کہے اور وہ اسلام کے بنیادی رکن کو ادا کرنے سے ہی جی چرائے، وہ امت کی کیا رہنمائی کرے گا؟ مرزا قادیانی کا یہ عمل

اس کے پیروکاروں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ان کا پیشوا فرائضِ اسلام کی ادائیگی میں کس قدر بودا اور کمزور ثابت ہوا۔

روزوں کی قضا سے انکار اور فدیہ

جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضاء کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اس

لئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک ان کے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق عبادت میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 59، روایت نمبر 81)

مرزا قادیانی کی سیرت کا یہ پہلو نہایت چونکا دینے والا ہے کہ وہ نہ صرف روزے چھوڑنے کے بہانے تلاش کرتا تھا بلکہ روزے چھوڑنے کے بعد ان کی قضا کرنے کے بجائے صرف فدیہ ادا کرنے پر اکتفا کر لیتا تھا۔ سیرت المہدی کی یہ روایت واضع کرتی ہے کہ مرزا قادیانی نے برسوں تک کبھی دوروں کا بہانہ بنا کر اور کبھی محض کمزوری کا عذر پیش کر کے رمضان کے روزے ترک کیے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ شرعی حکم کے مطابق اگر کوئی شخص عارضی بیماری کی وجہ سے روزہ چھوڑے تو اس پر بعد میں قضا لازم ہے، مگر مرزا قادیانی نے مرتے دم تک ان روزوں کی قضا نہیں کی اور محض فدیہ دے کر جان چھڑا لی۔

اس حوالے سے مرزا قادیانی کی ذہنی اور روحانی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ عبادتِ الٰہی کو ایک بوجھ تصور کرتا تھا۔ ایک طرف اس کے مریدین یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ وہ دوسرے رمضان تک قضا کی طاقت نہیں پاتے تھے، لیکن دوسری طرف وہی مرزا قادیانی اگلے رمضان کے دس بارہ روزے رکھ لیتا تھا۔ یہ صریح تضاد ہے؛ جو شخص اگلے سال لگاتار دس روزے رکھنے کی ہمت رکھتا ہو، وہ سال کے باقی گیارہ مہینوں میں متفرق طور پر قضا روزے کیوں نہیں رکھ سکتا تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک شرعی احکامات کی کوئی اہمیت نہ تھی اور وہ اپنی سہولت کے مطابق دین کو توڑنے مروڑنے کا عادی ہو چکا تھا۔

مرزا قادیانی کا یہ عمل کہ وہ تیرہویں روزے کو مغرب کے بالکل قریب دورہ پڑنے کا بہانہ بنا کر روزہ توڑ دیتا تھا، اس کے ارادے کی کمزوری اور عبادت سے بیزاری کو ظاہر کرتا ہے۔ افطار میں چند منٹ باقی ہوں اور اس وقت محض ایک کیفیت کا نام لے کر روزہ ضائع کر دینا کسی متقی انسان کا شیوہ نہیں ہوسکتا۔ یہ درحقیقت دین اسلام کے شعائر کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے کہ ایک شخص نبوت کا دعویٰ بھی کرے اور ایک عام مسلمان کی طرح پورا مہینہ روزے رکھنے کی ہمت بھی نہ دکھا سکے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ مرزا قادیانی نے فدیہ کو قضا کا مستقل متبادل بنا لیا، جو کہ شریعتِ محمدی ﷺ کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ فدیہ ان بوڑھے اور دائمی مریضوں کے لیے ہے جو دوبارہ کبھی روزہ رکھنے کی امید نہ رکھتے ہوں، جبکہ مرزا قادیانی ہر سال دوبارہ روزہ شروع کرتا تھا، جس کا مطلب ہے کہ وہ خود کو روزے کے قابل سمجھتا تھا۔ اس کے باوجود پچھلے روزوں کی قضا نہ کرنا اس کے باطنی فساد اور شرعی احکامات سے بغاوت کی دلیل ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ طرزِ عمل ثابت کرتا ہے کہ اس کی نام نہاد مسیحیت صرف دعووں تک محدود تھی، جبکہ عملی طور پر وہ فرائض کی ادائیگی سے جی چرانے والا ایک مفاد پرست شخص تھا۔

زبردستی روزہ تڑوانا اور من مانی منطق

> ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اسے اس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصہ گذر چکا تھا بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھول دیں اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہ گیا ہے اب کیا کھولنا ہے۔ حضور نے فرمایا آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی

ہوتا ہے۔ جب اس نے فرما دیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہیے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 97، روایت نمبر 117)

مرزا قادیانی کی سیرت کا یہ واقعہ اسلامی احکامات کی روح کو مسخ کرنے کی ایک بدترین مثال ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ ہو، عصر کا وقت گزر چکا ہو اور ایک مسلمان کا روزہ افطار ہونے میں صرف چند گھنٹے یا منٹ باقی ہوں، ایسے میں مرزا قادیانی کا اسے روزہ توڑنے پر مجبور کرنا کسی طور بھی تقویٰ یا شریعت پروری نہیں کہلا سکتا۔ اسلام نے مسافر کو رخصت دی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے، لیکن اگر کوئی مسافر ہمت دکھا کر روزہ رکھ لے اور اسے پورا کرنے کے قریب ہو، تو اسے زبردستی روزہ تڑوانا دین میں مداخلت اور ایک مسکین کی عبادت کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

مرزا قادیانی نے یہاں فرمانبرداری کا جو فلسفہ پیش کیا وہ درحقیقت اللہ کے حکم کی غلط تشریح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا ایک رخصت (Ease) قرار دیا ہے، نہ کہ روزہ رکھنے کو گناہ یا سینہ زوری کہا ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ جملہ کہ آپ سینہ زوری سے خدا کو راضی کرنا چاہتے ہیں، اس کی اپنی کج فہمی کی دلیل ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سفر میں روزے رکھا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے کبھی اسے سینہ زوری قرار نہیں دیا۔ مرزا قادیانی کا مقصد صرف یہ تھا کہ کسی طرح روزے کی اہمیت کو کم کیا جائے اور اپنے گرد ایسے لوگوں کا جمگھٹا اکٹھا کیا جائے جو عبادت کے معاملے میں اتنے ہی سست ہوں جتنا کہ وہ خود تھا۔

اس واقعے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو ایک مومن کی اس تڑپ کا اندازہ ہی نہ تھا جو وہ سارا دن بھوکا پیاسا رہ کر اپنے رب کی رضا کے لیے پالتا ہے۔ عصر کے بعد جب

روزہ اپنی تکمیل کے قریب ہو، اس وقت اسے تڑوا دینا ایک نفسیاتی اذیت ہے، مگر مرزا قادیانی نے اسے فرمانبرداری کا نام دے کر اپنی انا کی تسکین کی۔ یہ عمل درحقیقت اس باطنی بیزاری کو ظاہر کرتا ہے جو مرزا کے دل میں شعائرِ اسلام کے خلاف چھپی ہوئی تھی، کہ نہ خود روزہ رکھنا ہے اور نہ کسی دوسرے کو رکھنے دینا ہے۔

سب سے تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اللہ کے دین کو ایک تماشا بنا دیا تھا۔ وہ شخص جو سارا دن سفر کی صعوبت برداشت کر کے روزے کی برکتیں سمیٹ رہا تھا، اسے محض اپنی نام نہاد مسیحیت کا رعب جھاڑنے کے لیے افطار سے تھوڑی دیر پہلے ایک حلال رزق (کھانے پینے) کی طرف دھکیل دیا۔ یہ طرزِ عمل بتاتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک عبادت کی وہ قدر و قیمت نہیں تھی جو ایک سچے مذہب میں ہوتی ہے۔ اس نے ثابت کیا کہ وہ رحمان کی فرمانبرداری کے نام پر درحقیقت لوگوں کو اپنی ذہنی ایجادات کا غلام بنانا چاہتا تھا تاکہ رمضان جیسے مقدس مہینے کی عظمتوں کو پامال کیا جا سکے۔

مہمانوں کے روزے زبردستی تڑوانا

ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ معہ کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہیے۔ چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوا دیئے۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 344، 345، روایت نمبر 381)

مرزا قادیانی کی سیرت کا یہ واقعہ اسلامی اخلاقیات اور عبادات کی روح کے منافی ایک

ایسی مثال ہے جو حیرت انگیز بھی ہے اور افسوسناک بھی۔لاہور سے قادیان کا سفر، جو کہ ایک مختصر فاصلہ ہے، اس میں رمضان کے روزے رکھ کر آنے والے عقیدت مندوں کا استقبال مرزا قادیانی نے ناشتے سے کیا اور انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنی عبادت کو ادھورا چھوڑ دیں۔ اسلام میں مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کی اجازت محض ایک سہولت ہے، لیکن اگر کوئی اس سہولت کے بجائے اللہ کی رضا کے لیے مشقت اٹھا کر روزہ مکمل کرنا چاہے، تو اسے روکنا کسی طور بھی مستحسن عمل نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کا یہ رویہ کہ وہ خود ناشتہ لے کر مسجد میں پہنچ گیا تاکہ روزے داروں کے روزے تڑوائے جاسکیں، اس بات کی دلیل ہے کہ اسے رمضان کی عظمت اور روزے دار کے احترام کا کوئی پاس نہ تھا۔ایک سچا مذہبی پیشوا تو اپنے مریدین کے تقویٰ اور جذبہِ ایمانی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور انہیں مزید استقامت کی دعا دیتا ہے، مگر مرزا قادیانی نے اس کے برعکس رخصت پر عمل کرنے کا ایسا عجیب و غریب فلسفہ پیش کیا جس کا مقصد صرف اور صرف عبادت کی مشقت سے فرار تھا۔

اس واقعے سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک روزہ ایک ایسی چیز تھی جسے کسی بھی وقت معمولی بہانے سے ختم کیا جا سکتا ہے۔لاہور سے قادیان آنے والے دوستوں نے جب اپنی رضامندی سے روزہ رکھا ہوا تھا، تو مرزا کا انہیں زبردستی کھلانا پلانا درحقیقت ان کی نیتوں اور ان کے روزوں کی توہین تھی۔ یہ طرزِ عمل بتاتا ہے کہ مرزا قادیانی کے یہاں شریعت کے احکامات کو اپنی مرضی اور سہولت کے سانچے میں ڈھالنے کا رواج عام تھا، جہاں تقویٰ کے بجائے سستی اور رخصت کو ترجیح دی جاتی تھی۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ مسجد جیسے مقدس مقام پر، جہاں لوگ عبادت کے لیے جمع ہوتے ہیں، وہاں ناشتے کا اہتمام کر کے لوگوں کے روزے تڑوانا شعائرِ اسلام کے ساتھ مذاق کے

مترادف ہے۔مرزا قادیانی نے اس حرکت کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ وہ لوگوں کو اللہ کے قریب کرنے کے بجائے اپنے خود ساختہ اور نرم نظریات کا اسیر بنانا چاہتا تھا، تاکہ کوئی بھی شخص اس کی اپنی سستی اور روزوں سے محرومی پر اعتراض نہ کر سکے۔یہ واقعہ قادیانیت کے اس بودے نظام کی عکاسی کرتا ہے جہاں فرائض کی ادائیگی سے زیادہ اہم مرزا قادیانی کی ناشتہ ڈپلومیسی تھی، جس نے مخلص روزے داروں کو بھی محروم کر دیا۔

اللہ کے حکم کی من مانی تشریح

چونکہ رمضان کا مہینہ تھا۔ہم سب غوث گڑھ سے ہی روزہ رکھ کر لدھیانہ گئے تھے۔حضور نے والد صاحب مرحوم سے خود دریافت فرمایا یا کسی اور سے معلوم ہوا (یہ مجھے یاد نہیں) غرض خود کو معلوم ہوگیا کہ یہ سب غوث گڑھ سے آنے والے روزہ دار ہیں۔حضور نے فرمایا میاں عبداللہ! خدا کا حکم جیسا روزہ رکھنے کا ہے ویسا ہی سفر میں نہ رکھنے کا ہے۔آپ سب روزے افطار کر دیں۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم صفحہ 125، روایت نمبر 1159)

مرزا قادیانی کی زندگی کا یہ واقعہ ایک بار پھر اس کے اس گمراہ کن نظریے کی عکاسی کرتا ہے جس کے تحت وہ رخصت اور عزیمت کے فرق کو مٹانے پر تلا ہوا تھا۔غوث گڑھ سے لدھیانہ تک کا سفر، جو کہ کوئی طویل یا مشقت طلب سفر نہیں تھا، اس میں مخلص روزے داروں کا روزہ تڑوانا اس بات کی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کو انسانی تقویٰ اور اللہ کے لیے اٹھائی گئی مشقت سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔اسلام نے مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی جو اجازت دی ہے، وہ ایک سہولت ہے، لیکن مرزا قادیانی نے اسے ایک ایسا لازمی حکم بنا دیا جیسے روزہ رکھنا گناہ ہو۔

مرزا قادیانی کا میاں عبداللہ سے یہ کہنا کہ خدا کا حکم جیسا روزہ رکھنے کا ہے ویسا ہی سفر

میں نہ رکھنے کا ہے، علمِ دین سے اس کی لاعلمی اور قرآن کی غلط تشریح کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے، یعنی سفر میں بھی روزہ رکھنے کی فضیلت کو برقرار رکھا گیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے اس کے برعکس ایک خود ساختہ قاعدہ وضع کر دیا تاکہ لوگ عبادت کے شوق سے محروم ہو جائیں۔ یہ درحقیقت اس باطنی اکتاہٹ کا اظہار تھا جو مرزا کے اپنے دل میں اسلامی فرائض کے حوالے سے موجود تھی۔

ایک سچا پیشوا اپنے ساتھیوں کے جذبہِ ایمانی کی قدر کرتا ہے، مگر مرزا قادیانی نے ان کے روزوں کو بوجھ سمجھا اور انہیں افطار کرنے پر مجبور کیا۔ اس طرح کے واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک رمضان کے تقدس کی وہ اہمیت نہیں تھی جو ایک مومن کے دل میں ہوتی ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کے ماننے والے بھی اسی کی طرح رخصتوں کے عادی بن جائیں اور ان کے اندر وہ ایمانی قوت پیدا نہ ہو سکے جو انسان کو اللہ کے لیے بھوک اور پیاس برداشت کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔

اس واقعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مرزا قادیانی نے دین کو اپنی پسند اور ناپسند کا کھیل بنا لیا تھا۔ جس روزے کو اللہ نے خیر قرار دیا، مرزا نے اسے مٹانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ یہ عمل درحقیقت اسلام کے بنیادی ڈھانچے کو کمزور کرنے کی ایک کوشش تھی، جہاں فرائض کی ادائیگی کو سینہ زوری اور روزے توڑنے کو فرمانبرداری کا نام دے کر مریدین کو گمراہ کیا گیا۔ مرزا قادیانی کا یہ طرزِ عمل بتاتا ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کا بندہ بنانے کے بجائے اپنے مخصوص اور بودے فلسفے کا پیروکار بنانا چاہتا تھا۔

سرِعام روزے کی تذلیل

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود رمضان شریف میں امرتسر تشریف لائے۔

اور آپ کا لیکچر منڈوہ بابو گھنیا لعل (جس کا نام اب بندے ماترم ہال ہے) میں ہوا۔ بوجہ سفر کے حضور کو روزہ نہ تھا۔ لیکچر کے دوران مفتی فضل الرحمن صاحب نے چائے کی پیالی پیش کی۔ حضور نے توجہ نہ فرمائی۔ پھر وہ اور آگے ہوئے۔ پھر بھی حضور مصروف لیکچر رہے۔ پھر مفتی صاحب نے پیالی بالکل قریب کر دی تو حضور نے لے کر چائے پی لی۔ اس پر لوگوں نے شور مچا دیا۔ یہ ہے رمضان شریف کا احترام۔ روزے نہیں رکھتے۔ اور بہت بکواس کرنا شروع کر دیا۔ لیکچر بند ہو گیا اور حضور پس پردہ ہو گئے۔ گاڑی دوسرے دروازے کے سامنے لائی گئی۔ اور حضور اس میں داخل ہو گئے۔ لوگوں نے اینٹ پتھر وغیرہ مارنے شروع کئے اور بہت ہلّڑ مچایا۔ گاڑی کا شیشہ ٹوٹ گیا۔ مگر حضور بخیر و عافیت قیام گاہ پر پہنچ گئے۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم صفحہ 147، روایت نمبر 1202)

مرزا قادیانی کی سیرت کا یہ واقعہ جہاں اس کی شرعی مسائل سے جہالت کو ظاہر کرتا ہے، وہیں رمضان المبارک کے تقدس کو پامال کرنے کی اس کی دیدہ دلیری کو بھی بے نقاب کرتا ہے۔ قادیان سے امرتسر کا فاصلہ محض 60 کلو میٹر کے قریب ہے، جو کہ کسی بھی فقہی معیار کے مطابق شرعی سفر نہیں کہلاتا جس میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہو۔ لیکن مرزا قادیانی نے اپنی من مانی شریعت ایجاد کرتے ہوئے نہ صرف اس قلیل فاصلے پر روزہ ترک کیا، بلکہ ایک بھرے مجمع میں، جہاں روزے دار مسلمان بڑی تعداد میں موجود تھے، سرِعام چائے پی کر روزے کی حرمت کو خاک میں ملا دیا۔

اس واقعے کا سب سے شرمناک پہلو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک اسلامی لبادہ

اوڑھنے کے باوجود اس بات کا ذرہ برابر بھی خیال نہ رکھا کہ رمضان کے مہینے میں مسلمانوں کے سامنے علانیہ کھانا پینا کتنا بڑا فتنہ اور اشتعال کا باعث بن سکتا ہے۔ جب مفتی فضل الرحمن نے چائے کی پیالی پیش کی، تو مرزا قادیانی کو چاہیے تھا کہ وہ اسے ایک طرف ہٹا دیتا یا کم از کم پردے میں اس کا استعمال کرتا، مگر اس نے عوامی مجمع میں چائے نوش فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ اس کے نزدیک مسلمانوں کے جذبات اور رمضان کے احترام کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔

لوگوں کا شور مچانا اور رمضان کے احترام کا سوال اٹھانا بالکل بجا تھا، کیونکہ ایک مدعیِ نبوت سے یہ توقع رکھنا محال ہے کہ وہ عام مسلمانوں سے بھی زیادہ بے پروا ہو کر شعائرِ اسلام کی توہین کرے۔ اس حرکت کے نتیجے میں جو ہنگامہ ہوا، وہ مرزا قادیانی کی اسی غیر سنجیدگی کا نتیجہ تھا جس نے ایک علمی لیکچر کو ہلڑ بازی اور پتھراؤ میں بدل دیا۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کی مسیحیت میں تقویٰ اور حیا نام کی کوئی چیز نہ تھی، بلکہ وہ ہر اس عمل کو اپنانے کے لیے تیار رہتا تھا جو اسے عبادت کی مشقت سے بچا سکے۔

شرعی مسافت نہ ہونے کے باوجود خود کو مسافر قرار دے کر روزہ چھوڑنا اور پھر اس پر فخر کے ساتھ علانیہ چائے پینا اس بات کا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کا مقصد دین کی اشاعت نہیں بلکہ اپنی سہولتوں کا تحفظ تھا۔ اس نے ثابت کیا کہ وہ اللہ کے احکامات کو اپنی مرضی کے تابع سمجھتا تھا، چاہے اس کے لیے اسے لاکھوں مسلمانوں کے دل ہی کیوں نہ دکھانے پڑیں۔ یہ واقعہ قادیانیت کے ماتھے پر وہ کلنک کا ٹیکہ ہے جو رہتی دنیا تک یہ بتاتا رہے گا کہ ان کا پیشوا رمضان جیسے مقدس مہینے میں بھی کس قدر بے باک اور شعائرِ دین سے بیزار تھا۔

مختصر مسافت اور روزوں کا ضیاع

اس سفر میں سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراسی بھی ساتھ تھے۔ حضور پالکی

یں تھے۔(پالکی قدیم پنجاب کی سواری تھی قریباً چار آدمی اٹھاتے تھے)اور سیٹھ صاحب یکّہ پر تھے۔ہم سب بھائی پالکی کے ساتھ ساتھ چلتے تھے اور ہم نے روزے رکھے ہوئے تھے۔جب روزے کا ذکر ہوا تو حضور نے فرمایا کہ’’سفر میں روزہ نہیں ہے۔‘‘ہم نے اسی وقت افطار کر دئے۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم صفحہ 267،روایت نمبر 1482)

مرزا قادیانی کی سیرت کا یہ واقعہ اس کے خود ساختہ دین کی ایک ایسی مثال ہے جس میں سفر کی تعریف کو اتنا مسخ کر دیا گیا کہ ایک محلے سے دوسرے محلے جانا بھی روزہ توڑنے کا جواز بن گیا۔ پالکی میں سوار ہو کر، جہاں انسان کو پیدل چلنے کی مشقت بھی نہیں اٹھانی پڑتی، مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ سفر میں روزہ نہیں ہے اور مریدین کے بنے بنائے روزے تڑوا دینا، اس کی عبادت بیزاری کی انتہا ہے۔شرعی طور پر سفر اس مسافت کو کہتے ہیں جس میں مشقت ہو اور اس کی ایک مخصوص حد مقرر ہے، مگر مرزا کے نزدیک شاید گھر سے باہر قدم نکالنا ہی روزہ چھوڑنے کے لیے کافی تھا۔

حیرت کا مقام ہے کہ مریدین جو شوقِ عبادت میں روزے سے تھے اور پالکی کے ساتھ ساتھ چلنے کی مشقت بھی برداشت کر رہے تھے، انہیں حوصلہ دینے کے بجائے مرزا قادیانی نے حکم دیا کہ روزے افطار کر دیں۔ یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ اللہ کے بندوں کا ایک اہم فریضہ ضائع ہو رہا ہے۔اس نے رخصت کے تصور کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا تاکہ لوگوں کے دلوں سے روزے کی اہمیت اور اس کی تڑپ کو ختم کیا جا سکے اور وہ بھی اسی کی طرح سست اور حیلہ جو بن جائیں۔

اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک تقویٰ کا معیار وہ نہیں

تھا جو اسلام نے مقرر کیا ہے۔ ایک طرف وہ پالکی میں آرام سے بیٹھا ہے اور دوسری طرف ان لوگوں کے روزے تڑوا رہا ہے جو پیدل چل کر بھی روزہ نباہنے کی ہمت رکھتے تھے۔ یہ درحقیقت ایک نفسیاتی حربہ تھا تاکہ کوئی مرید عبادت میں اس سے آگے نہ بڑھ سکے اور اس کی اپنی سستی پر کوئی پردہ پڑا رہے۔ ساتھ والے محلے تک جانے کو سفر قرار دینا محض ایک بہانہ تھا تاکہ رمضان کے مقدس مہینے کی پابندیوں سے جان چھڑائی جا سکے۔

مرزا قادیانی کا یہ طرزِ عمل بتاتا ہے کہ وہ شریعتِ محمدی ﷺ کے احکامات کو اپنی ذاتی سہولت کے مطابق تبدیل کرنے کا قائل تھا۔ جس شخص کے نزدیک معمولی سی مسافت بھی روزے جیسی عظیم عبادت کو ختم کرنے کا جواز بن جائے، وہ کسی بھی طور پر روحانیت کا علمبردار نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ قادیانیت میں فرائض کی ادائیگی سے زیادہ اہمیت مرزا قادیانی کی من مانیوں کو حاصل تھی، جس نے اپنے پیروکاروں کو بھی اللہ کی رحمتوں اور روزے کی برکتوں سے دور کر دیا۔

سکھنی کی دعوت اور روزہ

ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ مقدمہ تھا اور اس کی ایک پیشی کے لئے موضع دھاریوال میں جانا پڑا۔ گرمی کا موسم تھا اور رمضان کا مہینہ تھا۔ بہت دوست ارد گرد سے موضع دھاریوال میں گئے اور بہتوں نے روزے رکھے ہوئے تھے۔ وہاں ایک مشہور سردارنی نے جو موضع کھنڈے میں مشہور سرداروں میں سے ہے حضور کی خدمت اقدس میں دعوت کا پیغام بھیجا۔ حضور نے دعوت منظور فرمائی۔ سردارنی نے میٹھے چاول وغیرہ کی دعوت دی۔ بعض دوستوں نے حضور سے روزہ کے متعلق عرض کی۔ فرمایا سفر میں روزہ رکھنا جائز

نہیں۔ چنانچہ اس وقت سب دوستوں نے روزے چھوڑ دیئے۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم، صفحہ 303، روایت نمبر 1550)

مرزا قادیانی کی سیرت کا یہ واقعہ جہاں اس کی شرعی حدود سے تجاوز کو ظاہر کرتا ہے، وہیں یہ بھی عیاں کرتا ہے کہ اس کے نزدیک ایک دنیاوی دعوت کی اہمیت اللہ کے حکم سے کہیں زیادہ تھی۔ قادیان سے دھاریوال کا فاصلہ محض 38 کلومیٹر کے قریب ہے، جو کسی بھی صورت میں شرعی سفر نہیں کہلاتا جس میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہو۔ مگر مرزا قادیانی نے نہ صرف اس قلیل مسافت کو بہانہ بنا کر خود روزہ نہ رکھا، بلکہ اپنے ان مریدین کے روزے بھی تڑوا دیے جو سخت گرمی کے باوجود خدا کی رضا کے لیے روزے سے تھے۔

اس واقعے کا سب سے عبرت ناک پہلو یہ ہے کہ ایک سکھ سردارنی کی طرف سے میٹھے چاولوں کی دعوت آئی اور مرزا قادیانی نے اسے قبول کرنے کے لیے تقویٰ اور روزے کی حرمت کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اسلام میں غیر مسلم کی دعوت قبول کرنا اپنی جگہ، مگر ایک غیر شرعی مسافت کے بہانے رمضان جیسے مقدس مہینے میں سکھنی کے گھر کے پکے ہوئے چاولوں کے لیے روزے داروں کی عبادت ضائع کروا دینا کسی طور بھی مسیحیت یا مجددیت کے شایانِ شان نہیں ہوسکتا۔ یہ طرزِ عمل بتاتا ہے کہ مرزا کے نزدیک اللہ کی مہمانی (روزہ) سے زیادہ ایک سکھنی کے لذیذ کھانوں کی اہمیت تھی۔

مرزا قادیانی کا یہ قول کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز نہیں، صریحاً قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ شریعت میں مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کی محض رخصت ہے، لیکن اسے ناجائز قرار دینا ایک نئی اور من مانی شریعت گھڑنے کے مترادف ہے۔ اس نے یہ غلط مسئلہ صرف اس لیے بیان کیا تا کہ مریدین کے دلوں میں موجود خلش ختم ہو سکے اور وہ بلا جھجک میٹھے چاولوں پر ٹوٹ پڑیں۔ یہ درحقیقت مریدین کو اللہ کی بندگی سے ہٹا کر اپنی نفس پرستی کا پیروکار بنانے کی

ایک کوشش تھی۔

اس واقعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی روحانیت مادی لذتوں کے سامنے ڈھیر ہو جاتی تھی۔ جس شخص کو ایک سکھنی کی دعوت کے سامنے رمضان کا احترام یاد نہ رہا، اس سے یہ توقع کیسے کی جا سکتی ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کے ایمان و اخلاق کی حفاظت کرے گا؟ یہ واقعہ قادیانیت کی جڑوں میں چھپی اس دنیا پرستی کو بے نقاب کرتا ہے جہاں پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے آسمانی احکامات کو پامال کرنا ایک معمول کی بات تھی۔

بدنگاہی، نذرانے اور رمضان کی تذلیل

ایک دفعہ ۱۹۰۵ء ماہ اکتوبر میں حضرت مسیح موعود لدھیانہ مع حضرت اماں جان صاحبہ اور سب بچوں کے تشریف لے گئے۔ چھاؤنی میں فرید کے مکان میں اترے۔ والد صاحب لدھیانہ کے ارد گرد کے گاؤں سے لوگوں کو، عورتوں کو پہلے ہی خبر کر آئے تھے کہ فلاں دن امام مہدی تشریف لائیں گے۔ لدھیانہ آ کر زیارت کرنا۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ والدہ صاحبہ اور میں بھی حضور کی زیارت کو پہنچیں۔ گاؤں کی عورتیں کھدر کے گھگرے اور سب کپڑے کھدر کے پہنے ہوئے۔ روزے سے آ آ کر مجھے کہتیں۔ بی بی امام مہدی کی زیارت کرا۔ میں اندر لے جاتی تھی۔ وہ سب جا کر ایک ایک روپیہ دیتیں اور بڑے اخلاص سے دیکھتیں۔ حضور نے اماں جان صاحبہ کی طرف رخ کر کے اسی طرف ام ناصر اور میں بیٹھی تھیں۔ فرمایا کہ ایسی عورتیں ہی بہشت میں جاویں گی اور ان عورتوں کو بھی کچھ نصیحتیں کیں کہ جو مجھے

بالکل یاد نہیں۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم، صفحہ 313، روایت نمبر 1570)

مرزا قادیانی کی سیرت کا یہ واقعہ جہاں اس کی اخلاقی حالت کو بے نقاب کرتا ہے، وہاں یہ بھی دکھاتا ہے کہ اس نے کس طرح مذہب کو مادی مفادات اور نفسانی تسکین کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ، جس میں ایک سچا مومن اپنی نظروں کی حفاظت اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا ہے، مرزا قادیانی اس مہینے میں غیر محرم عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھا ان کی زیارت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ یہ عمل نہ صرف اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ ایک مدعیِ نبوت کی اخلاقی پستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

واقعے کی تفصیل بتاتی ہے کہ دور دراز سے دیہاتی عورتیں، جو روزے کی حالت میں مشقت اٹھا کر آئی تھیں، مرزا قادیانی کے سامنے پیش کی جا رہی تھیں۔ مرزا قادیانی کا ان غیر محرم عورتوں کو اپنے سامنے بٹھانا، ان کی طرف رخ کرنا اور ان سے ایک ایک روپیہ نذرانہ وصول کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسے نہ تو روزے کے تقدس کا پاس تھا اور نہ ہی اسلامی حیا کا کوئی لحاظ۔ ایک طرف وہ عورتیں بھوک اور پیاس کی حالت میں امام کی تلاش میں تھیں اور دوسری طرف وہ شخص ان کی سادگی کا فائدہ اٹھا کر ان کی جیبوں سے پیسے نکلوا رہا تھا۔

اس واقعے میں بدنگاہی کا پہلو نہایت واضح ہے۔ اسلام نے مرد اور عورت کے درمیان پردے کے جو احکامات دیے ہیں، مرزا قادیانی نے انہیں یکسر مسترد کر دیا۔ رمضان جیسے مہینے میں، جہاں تقویٰ کا تقاضا نظروں کو جھکانا ہے، مرزا قادیانی غیر محرم عورتوں کے چہرے دیکھ کر انہیں بہشت کی بشارتیں دے رہا تھا۔ کیا جنت کے سرٹیفکیٹ ایک ایک روپیہ نذرانہ دینے اور ایک کذاب کا چہرہ دیکھنے سے ملتے ہیں؟ یہ درحقیقت دین اسلام کا وہ تمسخر ہے جس کی مثال تاریخ میں مشکل سے ملتی ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنی اس محفل کو نصیحت کا نام دیا، حالانکہ اس کی اپنی حالت نصیحت کے قابل تھی۔ جو شخص رمضان میں عورتوں سے پیسے سمیٹنے اور ان سے ملاقاتیں کرنے میں مگن ہو، وہ کس منہ سے تقویٰ کی بات کرسکتا ہے؟ یہ واقعہ قادیانیت کے اس مکروہ چہرے کو واضح کرتا ہے جہاں تقدس کے نام پر بے حیائی اور رہبری کے نام پر رہزنی کی جاتی تھی۔ مرزا قادیانی کی یہ مجلس آرائی ثابت کرتی ہے کہ اس کا مقصد صرف اور صرف اپنی انا کی تسکین اور مادی فوائد کا حصول تھا، چاہے اس کے لیے اسے رمضان کی حرمت اور اسلام کی اخلاقی اقدار کو ہی کیوں نہ قربان کرنا پڑے۔

آدھ گھنٹہ قبل روزہ تڑوانا

(۴۔ب) ایک مرتبہ والد صاحب کپورتھلہ سے لدھیانہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ماہ رمضان تھا اور والد صاحب روزے سے تھے۔ حضرت صاحب کو جب معلوم ہوا، تو آپ نے روزہ افطار کرادیا۔ اس وقت سورج غروب ہونے میں آدھ گھنٹہ کے قریب باقی تھا۔ اور فرمایا! کہ سفر میں روزہ جائز نہیں۔

(سیرت المہدی، جلد دوم، صفحہ 337، تتمہ)

مرزا قادیانی کی سیرت کا یہ واقعہ انسانی عقل اور شرعی اصولوں، دونوں کے لحاظ سے انتہائی قبیح ہے۔ ایک مسلمان جو سارا دن بھوکا پیاسا رہ کر اپنے رب کی رضا کے لیے روزے کی مشقت برداشت کرتا ہے، اس کی پوری دن کی محنت کو افطار سے محض تیس منٹ پہلے ضائع کروا دینا کسی طور بھی خیر خواہی نہیں ہوسکتی۔ لدھیانہ سے کپورتھلہ کا فاصلہ، جو کہ محض 78 کلومیٹر کے قریب ہے، شرعی مسافت (کم از کم 92 کلومیٹر) کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ مگر مرزا قادیانی نے نہ صرف ایک غیر شرعی مسافت کو بہانہ بنایا بلکہ ایک ایسی گھناؤنی منطق پیش کی

جو براہِ راست اللہ کے احکامات سے بغاوت ہے۔

اس واقعے کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ جب سورج غروب ہونے میں صرف آدھ گھنٹہ باقی تھا، اس وقت ایک روزے دار کا روزہ تڑوا دینا اس کی روحانی اذیت کا باعث بنتا ہے۔ ایک سچا ہادی تو اپنے ساتھی کی ہمت بندھاتا کہ ماشاءاللہ! آپ نے پورا دن گزار لیا، اب تھوڑی سی ہمت اور کریں، مگر مرزا قادیانی نے اس کے برعکس سفر میں روزہ جائز نہیں جیسا جھوٹا اور من گھڑت فتویٰ صادر کر دیا۔ اسلام میں مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا ایک رخصت ہے، لیکن اسے ناجائز کہہ دینا شریعت سازی کی وہ جسارت ہے جو صرف ایک کذاب ہی کر سکتا ہے۔

مرزا قادیانی کے اس عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسے رمضان کی برکتوں اور ایک روزے دار کی قلبی کیفیت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کے ماننے والے کسی بھی ایسی مشقت سے دور رہیں جو انہیں اللہ کے قریب کر سکے۔ افطار سے چند لمحے پہلے روزہ تڑوانا درحقیقت اس باطنی جلن کا نتیجہ تھا جو مرزا کے دل میں عباداتِ اسلام کے خلاف موجود تھی۔ اس نے ثابت کیا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی بندگی سے نکال کر اپنی نفس پرستی اور حیلہ جوئی کا عادی بنانا چاہتا تھا۔

اس واقعے سے یہ نکتہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے خودساختہ سفر کے بہانے کو ایک ڈھال بنا رکھا تھا تاکہ جب چاہے اور جہاں چاہے فرائضِ اسلام کا مذاق اڑا سکے۔ جس شخص کو آدھ گھنٹے کا صبر نصیب نہ ہوا اور جس نے ایک مسلمان کی دن بھر کی عبادت کو پل بھر میں ملیا میٹ کر دیا، وہ کسی بھی طور پر مسیح یا مہدی کہلانے کا مستحق نہیں۔ یہ واقعہ قادیانیت کے اس فتنے کو بے نقاب کرتا ہے جہاں تقویٰ کی جگہ سستی اور حکمِ الٰہی کی جگہ مرزا کی من مانی کو ترجیح دی جاتی تھی۔

کم سن بچوں کے روزے تڑوانا اور پان سے افطار

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں: ۔قبل بلوغت کم عمری میں آپ روزہ رکھوانا پسند نہیں کرتے تھے۔بس ایک آدھ رکھ لیا کافی ہے۔حضرت اماں جان نے میرا پہلا روزہ رکھوایا تو بڑی دعوت افطار دی تھی۔یعنی جو خواتین جماعت تھیں سب کو بلایا تھا۔اس رمضان کے بعد دوسرے یا تیسرے رمضان میں میں نے روزہ رکھ لیا اور حضرت مسیح موعود کو بتایا کہ آج میرا روزہ پھر ہے۔آپ حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔پاس سٹول پر دو پان لگے رکھے تھے۔غالبا حضرت اماں جان بنا کر رکھ گئی ہوں گی۔آپ نے ایک پان اُٹھا کر مجھے دیا کہ لو یہ پان کھا لو تم کمزور ہو، ابھی روزہ نہیں رکھنا۔توڑ ڈالو روزہ۔میں نے پان تو کھا لیا مگر آپ سے کہا کہ صالحہ (یعنی ممانی جان مرحومہ چھوٹے ماموں جان کی اہلیہ محترمہ) نے بھی رکھا ہے۔اُن کا بھی تڑوا دیں۔فرمایا بلاؤ اس کو ابھی۔میں بُلا لائی۔وہ آئیں تو اُن کو بھی دوسرا پان اُٹھا کر دیا اور فرمایا لو یہ کھا لو۔تمہارا روزہ نہیں ہے۔میری عمر دس سال کی ہو گی غالبا۔

(فقہ المسیح، روزہ اور رمضان صفحہ 214)

مرزا قادیانی کی سیرت کا یہ واقعہ اس کے اس مخصوص طرزِ عمل کو مزید اجاگر کرتا ہے جس میں وہ عبادتِ الٰہی کی تڑپ رکھنے والے بچوں اور خواتین کی حوصلہ شکنی کو اپنا شعار بنائے ہوئے تھا۔فقہ المسیح کی یہ روایت بتاتی ہے کہ جب مرزا کی صاحبزادی نے دس سال کی عمر میں، جو کہ شعور کی عمر ہے اور جس میں بچوں کو عبادات کی مشق کرائی جاتی ہے، روزہ رکھا تو مرزا

قادیانی نے اسے سراہنے کے بجائے سختی سے منع کر دیا۔ اسلام میں دس سال کی عمر وہ حد ہے جہاں نماز نہ پڑھنے پر تادیب کا حکم ہے اور روزے کی عادت ڈالنے کے لیے یہ بہترین وقت ہوتا ہے، مگر مرزا قادیانی نے اسے کمزوری کا بہانہ بنا کر ختم کرا دیا۔

اس واقعے کا سب سے عجیب پہلو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی صاحبزادی کو روزہ توڑنے کے لیے خود اپنے ہاتھ سے پان پیش کیا۔ رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں، جہاں گھر کا ماحول ذکر و فکر اور تلاوت سے معمور ہونا چاہیے، وہاں ایک مدعیِ نبوت کا اپنی اولاد کو روزہ توڑنے کے لیے پان دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے نزدیک اس عظیم عبادت کی کوئی خاص وقعت نہ تھی۔ مزید یہ کہ جب صاحبزادی نے اپنی ممانی (صالحہ بیگم) کے روزے کا تذکرہ کیا، تو مرزا نے فوراً انہیں بھی بلایا اور دوسرا پان دے کر ان کا روزہ بھی تڑوا دیا۔ یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ مرزا قادیانی نہ صرف خود روزوں سے بیزار تھا بلکہ وہ دوسروں کے اندر موجود جذبۂ ایمانی کو بھی برداشت نہیں کر پاتا تھا۔

مرزا قادیانی کا یہ جملہ کہ ”لو یہ کھا لو، تمہارا روزہ نہیں ہے“، شریعتِ محمدی ﷺ کے مقابلے میں اپنی ایک الگ شریعت چلانے کے مترادف ہے۔ ایک بالغہ یا قریب البلوغ لڑکی کو محض اپنی مرضی سے یہ کہہ دینا کہ تمہارا روزہ نہیں ہے، اللہ کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اسلامی تاریخ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھواتے تھے اور جب وہ بھوک سے روتے تو انہیں کھلونوں سے بہلایا جاتا تھا تاکہ ان میں صبر اور عبادت کی عادت پیدا ہو، مگر مرزا قادیانی کا تجدیدی کارنامہ یہ تھا کہ وہ بچوں کے منہ میں پان ڈال کر انہیں روزوں سے دور کر رہا تھا۔

یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ قادیانیت میں عبادات کو ایک بوجھ سمجھا جاتا تھا اور مرزا قادیانی کی پوری کوشش یہی ہوتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح لوگوں کو اس مشقت سے آزاد کر دیا

جائے۔ دس سال کی عمر کی بچی اور ایک شادی شدہ خاتون (ممانی) کا روزہ محض پان کھلا کر تڑوا دینا اس باطنی فساد کی نشاندہی کرتا ہے جس نے رمضان کے تقدس کو پامال کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ یہ طرزِ عمل بتاتا ہے کہ مرزا قادیانی کے گھرانے میں تربیتِ اطفال کا معیار اسلامی نہیں بلکہ خالصتاً نفس پرستی پر مبنی تھا، جہاں پان جیسی معمولی چیز کے لیے روزے جیسی عظیم عبادت کو قربان کر دیا جاتا تھا۔

فریضہِ صوم کی تذلیل اور قادیانیت کا اصل چہرہ

اس رسالے میں پیش کیے گئے مستند حوالہ جات اور مرزا قادیانی کے شب و روز کے واقعات یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ قادیانیت کا دعویٰ اسلام محض ایک فریب ہے، جس کی بنیاد ہی شعائرِ اللہ کی توہین اور فرائضِ دینی سے بیزاری پر رکھی گئی ہے۔ مرزا قادیانی نے جس طرح رمضان المبارک کے مقدس مہینے کا تمسخر اڑایا، وہ کسی بھی صاحب ایمان کا جگر چھلنی کرنے کے لیے کافی ہے۔ کبھی دوروں اور ضعف کا دائمی بہانہ بنا کر خود روزوں سے محروم رہنا، کبھی معمولی مسافت کو شرعی سفر کا نام دے کر اللہ کے مخلص بندوں کے بنے بنائے روزے افطار سے چند منٹ پہلے زبردستی تڑوا دینا، اور کبھی رمضان کے بابرکت ایام میں غیر محرم عورتوں کی محافل سجا کر نذرانے سمیٹنا اور بدنگاہی کرنا؛ یہ تمام افعال پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کا مقصد تزکیہِ نفس نہیں بلکہ اتباعِ نفس تھا۔ جس شخص کو ایک سکھنی کے میٹھے چاولوں کی دعوت کے سامنے خدا کا حکم یاد نہ رہا اور جس نے اپنی نام نہاد سینہ زوری کی منطق سے مریدین کو تقویٰ کے بجائے سستی کا عادی بنایا، وہ انسانیت کا ہادی تو دور کی بات، ایک عام مسلمان کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دین محمدی ﷺ کی پاکیزہ عمارت کو منہدم کر کے اپنی خواہشات کی ایک ایسی عمارت کھڑی کی جہاں ہر گناہ کے

لیے ایک حیلہ اور ہر کوتاہی کے لیے ایک باطل تاویل موجود ہے۔

اے وہ لوگو! جو مرزا قادیانی کی جھوٹی مسیحیت اور اس کے خودساختہ الہامات کے جال میں پھنس کر حقیقی اسلام سے دور جا چکے ہو، ذرا ہوش کے ناخن لو! کیا تمہارا ضمیر یہ گوارا کرتا ہے کہ تم ایک ایسے شخص کو اپنا امام تسلیم کرو جس کے نزدیک اللہ کے فرائض کی کوئی اہمیت نہ تھی؟ اسلام کا روزہ تو انسان کو فرشتوں کی صفت بناتا ہے، لیکن مرزا قادیانی کے خودساختہ قوانین نے اسے محض ایک بوجھ بنا دیا جسے جب چاہا اتار پھینکا۔

آؤ! اس کفر کی تاریکی سے نکل کر اس سچے اور آفاقی دین کی طرف، جہاں روزہ صرف بھوکا رہنے کا نام نہیں بلکہ روح کی پاکیزگی اور اللہ کی عظمت کا اعتراف ہے۔ آؤ اس رسولِ کریم ﷺ کی غلامی میں، جنہوں نے شدید گرمی اور خونریز جنگوں کے دوران بھی اللہ کے حکم کی لاج رکھی اور اپنے صحابہ کو وہ ہمت عطا کی کہ وہ ریگستانوں کی تپش میں بھی روزے کی لذت پاتے رہے۔ عقیدۂ ختمِ نبوت کی روشن شاہراہ تمہاری منتظر ہے؛ مرزا قادیانی کی باطل تاویلات کو خیرباد کہہ کر اسلام کے اس قلعے میں داخل ہو جاؤ جہاں حقیقی سکون، ابدی نجات اور محمدِ عربی ﷺ کی سچی شفاعت ہے۔ آج بھی وقت ہے کہ تم اس فریب سے نکل کر ہدایت کا راستہ چن لو، قبل اس کے کہ موت کا فرشتہ تمہیں اس حال میں جا لے کہ تمہارا دامن ان کفر آمیز خرافات سے بھرا ہو۔

صاحبہ نے ان تینوں انگوٹھیوں کے متعلق ہم تینوں بھائیوں کے لئے قرعہ ڈالا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی بڑے بھائی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے نام نکلی۔ غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ (تذکرہ صفحہ ۴۲۸ حاشیہ مطبوعہ ۲۰۰۴ء) والی خاکسار کے نام اور ''مولا بس'' والی عزیزم میاں شریف احمد صاحب کے نام نکلی۔ ہمشیر گان کے حصّہ میں دو اور اسی قسم کے تبرک آئے۔

﴿17﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا کہ ایک دفعہ میں کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ عدالت میں اور اور مقدمے ہوتے رہے اور میں باہر ایک درخت کے نیچے انتظار کرتا رہا۔ چونکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا اس لئے میں نے وہیں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ مگر نماز کے دوران میں ہی عدالت سے مجھے آوازیں پڑنی شروع ہو گئیں مگر میں نماز پڑھتا رہا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس عدالت کا بہرا کھڑا ہے۔ سلام پھیرتے ہی اس نے مجھے کہا مرزا صاحب مبارک ہو آپ مقدمہ جیت گئے ہیں۔

﴿18﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جوانی کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں مجھ کو معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کے لئے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے پھر میں نے چھ ماہ لگا تار روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ میں روزہ رکھتا ہوں۔ صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تھا تو میں کسی حاجتمند کو دے دیتا تھا اور شام کا خود کھا لیتا تھا۔ میں نے حضرت والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ آخر عمر میں بھی آپ نفلی روزے رکھتے تھے یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ آخر عمر میں بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے خصوصاً شوال کے چھ روزے التزام کے ساتھ رکھتے تھے اور جب کبھی آپ کو کسی خاص کام کے متعلق دعا کرنا ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھتے تھے ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب البریہ میں حضرت صاحب نے روزوں کا زمانہ آٹھ نو ماہ بیان کیا ہے)

﴿19﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو

احمدیت کی وجہ سے تنگ نہیں کیا۔

(اس روایت کے متعلق یہ بات قابل نوٹ ہے کہ اس کے راوی صاحب نے اب حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کے ماتحت اپنا نام عبدالرحیم رکھ لیا ہے اور عموماً مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔)

﴿81﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضاء کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعودؑ کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اس لئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک ان کے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق عبادت میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

﴿82﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ اوائل

نوعیت کا تھا اور نیز وہ خاص جماعت احمدیہ کے متعلق تھا۔ یعنی یہ دھکا حضرت مسیح موعود کے متعلق نہیں تھا یعنی ایسا واقعہ نہیں تھا جو آپ کے صدق دعویٰ کے متعلق کمزور دلوں میں عام طور پر کوئی اشتباہ پیدا کر سکے اس کے بعد اور بھی آئندہ سنت اللہ کے موافق اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے مطابق مصائب کی آندھیاں آئیں گی مگر یہ پانچ زلزلے اپنی نوعیت میں اور ہی رنگ رکھتے ہیں اور یہ عبارت لکھتے لکھتے خاکسار کو خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود کو جو پانچ زلزلوں کی خبر دی گئی تھی اور آخری زلزلہ کو **زلزلۃ الساعۃ** کہا گیا تھا وہ گو دنیا کے واسطے الگ بھی مقدر ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ ان پانچ زلزلوں پر بھی آپ کی اس پیشگوئی کے الفاظ صادق آتے ہیں۔

﴿117﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اسے اس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصہ گذر چکا تھا بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھول دیں اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہ گیا ہے اب کیا کھولنا ہے۔ حضور نے فرمایا آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اس نے فرما دیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہیے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی شیر علی صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے زمانہ میں حکیم فضل الدین صاحب بھیروی اعتکاف بیٹھے مگر اعتکاف کے دنوں میں ہی ان کو کسی مقدمہ میں پیشی کے واسطے باہر جانا پڑ گیا چنانچہ وہ اعتکاف توڑ کر عصر کے قریب یہاں سے جانے لگے تو حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپکو مقدمہ میں جانا تھا تو اعتکاف بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی۔

﴿118﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** بیان کیا ہماری تائی صاحبہ نے کہ میرے تایا (یعنی خاکسار کے دادا صاحب) کبھی کبھی مرزا غلام احمد یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیتی یا مسیتڑ کہا کرتے تھے۔ تائی صاحبہ نے کہا کہ میرے تایا کو کیا علم تھا کہ کسی دن ان کی خوش قسمتی کیا کیا پھل لائے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مسیتی پنجابی میں اسے کہتے ہیں جو ہر وقت مسجد میں بیٹھا رہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ سنا ہے کہ

ہوا میلا بے دھلا کپڑا اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے اور اسی طبعی خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھر میں پہلے میلے کپڑے کی تلاش کی گئی لیکن جب وہ نہ ملا تو دُھلا ہوا کرتہ دیدیا گیا۔

﴿378﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کیطرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا۔ اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کیلئے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔

﴿379﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات سے قبل سالہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا۔ چنانچہ حضور اسی مرض میں فوت ہوئے۔ بارہا دیکھا کہ حضور کو دست آنے کے بعد ایسا ضعف ہوتا تھا کہ حضور فوراً دودھ کا گلاس منگوا کر پیتے تھے۔

﴿380﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمدؐ اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے ایک حصہ میں بالا خانہ میں رہا کرتے تھے اور جب تک ان کی شادی اور خانہ داری کا انتظام نہیں ہوا حضرت صاحب خود ان کے لئے صبح کے وقت گلاس میں دودھ ڈال کر اور پھر اس میں مصری حل کر کے خاص اہتمام سے بھجوایا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مہمانوں کی بہت خاطر منظور ہوتی تھی اور پھر جو لوگ دینی مشاغل میں مصروف ہوں ان کو تو آپ بڑی قدر اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

﴿381﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمدؐ اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ معہ کچھ ناشتہ کے ان سے

ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔آپ نے فرمایا۔سفر میں روزہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہیے۔چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوادیئے۔

﴿382﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمدؐ اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صفائی کا بہت خیال ہوتا تھا۔خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فینائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے تا کہ ضرر رساں جراثیم مر جاویں اور آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی بھی منگوائی ہوئی تھی۔جسے کوئلے ڈال کر اور گندھک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور اس وقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا، نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ انبیاء کی عجیب شان ہوتی ہے کہ وہ ایک طرف تو اسباب کی اتنی رعایت کرتے ہیں کہ دیکھنے والے کو یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ ان کی نظر میں انہی اسباب کے ہاتھ میں سارا قضاء وقدر کا معاملہ ہے اور اگر ان کی رعایت نہ رکھی گئی تو پھر کام نہیں بن سکتا اور دوسری طرف ان کو خدا کی ذات پر اس درجہ توکل ہوتا ہے کہ اسباب کو وہ ایک مردہ کیڑے کی طرح سمجھتے ہیں اور ایک سطحی نظر رکھنے والا انسان اس حالت کو دیکھ کر حیرانی میں پڑ جاتا ہے لیکن دراصل بات یہ ہوتی ہے کہ جس قدر بھی رعایت وہ اسباب کی رکھتے ہیں وہ اس لئے نہیں ہوتی کہ اسباب کے ہاتھ میں کوئی قضاء وقدر کی چابیاں ہیں بلکہ اس لئے ہوتی ہیں کہ اسباب خدا کے پیدا کردہ ہیں اور خدا کا احترام یہ چاہتا ہے بلکہ یہ خدا کا حکم ہے کہ اس کے پیدا کردہ اسباب کی رعایت ملحوظ رکھی جاوے۔پس چونکہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت میں سب سے اعلیٰ مقام پر کھڑے ہوتے ہیں اس لئے اسباب کی رعایت رکھنے میں بھی وہ دوسروں سے فائق نظر آتے ہیں۔لیکن اصل بھروسہ ان کا خدا کی ذات کے سوا اور کسی چیز پر نہیں ہوتا اور دراصل یہی وہ توحید کا

اختیار میں نہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے خواہ وہ اُگنے ہی نہ دے۔

﴿1159﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔میاں رحمت اللہ صاحب ولد میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ لدھیانہ میں تشریف لائے ۔رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب حضور دہلی سے تشریف لائے تھے۔شاید ۱۹۰۵ء کا ذکر ہے یا اس سے پہلے کا۔ میں بھی والد صاحب مرحوم کے ساتھ لدھیانہ پہنچ گیا۔گاڑی کے آنے پر وہ نظارہ بھی عجیب تھا۔ باوجود مولوی ملانوں کے شور مچانے کے کہ کوئی نہ جائے ۔وہ خود ہی زیارت کے لئے دوڑے بھاگے پھرتے تھے۔اسٹیشن کے باہر بڑی مشکل سے حضور علیہ السلام کو بگھی میں سوار کرایا گیا۔ کیونکہ آدمیوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا۔ جائے قیام پر حضور علیہ السلام مع خدام ایک کمرہ میں فرش پر ہی تشریف فرما تھے۔ایک مولوی صاحب نے عرض کی کہ لوگ زیارت کے لئے بہت کثرت سے آرہے ہیں۔حضور کرسی پر بیٹھ جائیں تو اچھا ہے۔حضور نے منظور فرمالیا۔ کرسی لائی گئی۔اوراس پر آپ بیٹھ گئے ۔دہلی کے علماء کا ذکر فرماتے رہے۔ جو مجھے یاد نہیں ۔ چونکہ رمضان کا مہینہ تھا۔ ہم سب غوث گڑھ سے ہی روزہ رکھ کر لدھیانہ گئے تھے۔حضور نے والد صاحب مرحوم سے خود دریافت فرمایا یا کسی اور سے معلوم ہوا (یہ مجھے یاد نہیں) غرض خود کو معلوم ہوگیا کہ یہ سب غوث گڑھ سے آنے والے روزہ دار ہیں۔ حضور نے فرمایا میاں عبداللہ! خدا کا حکم جیسا روزہ رکھنے کا ہے ویسا ہی سفر میں نہ رکھنے کا ہے۔آپ سب روزے افطار کردیں۔ظہر کے بعد کا یہ ذکر ہے۔ اگلے روز حضور کا لیکچر ہوا۔ دوران تقریر حضور بار بار عصا پر ہاتھ مارتے تھے۔تقریر کے بعد ایک فقیر نے حضور علیہ السلام کی صداقت کے متعلق ایک خواب بیان کی ۔حضور نے قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح اول کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بھی جلدی ہی لدھیانہ پہنچ گئے ۔حکیم صاحب نے فرمایا۔ ہم تو حکم ملتے ہی چلے آئے ،گھر تک بھی نہیں گئے۔

﴿1160﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔میاں رحمت اللہ صاحب ولد میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میرے نکاح کا خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے پڑھا تھا۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود میری اہلیہ کی طرف سے اپنی زبان مبارک سے ایجاب قبول کیا تھا۔ کیونکہ حضور ولی

کو ناپسند فرمایا اور بڑے حصے کو زنانہ کے لئے مخصوص فرمالیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور کو صنف نازک کے آرام کا بہت خیال رہتا تھا۔

﴿1202﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ملک مولا بخش صاحب پنشنر نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام رمضان شریف میں امرتسر تشریف لائے۔ اور آپ کا لیکچر منڈوہ بابو گھنیا لعل (جس کا نام اب بندے ماترم ہال ہے) میں ہوا۔ بوجہ سفر کے حضور کو روزہ نہ تھا۔ لیکچر کے دوران مفتی فضل الرحمٰن صاحب نے چائے کی پیالی پیش کی۔ حضور نے توجہ نہ فرمائی۔ پھر وہ اور آگے ہوئے۔ پھر بھی حضور مصروف لیکچر رہے۔ پھر مفتی صاحب نے پیالی بالکل قریب کر دی تو حضور نے لے کر چائے پی لی۔ اس پر لوگوں نے شور مچا دیا۔ یہ ہے رمضان شریف کا احترام۔ روزے نہیں رکھتے۔ اور بہت بکواس کرنا شروع کر دیا۔ لیکچر بند ہو گیا اور حضور پس پردہ ہو گئے۔ گاڑی دوسرے دروازے کے سامنے لائی گئی۔ اور حضور اس میں داخل ہو گئے۔ لوگوں نے اینٹ پتھر وغیرہ مارنے شروع کئے اور بہت ہلّڑ مچایا۔ گاڑی کا شیشہ ٹوٹ گیا۔ مگر حضور بخیر وعافیت قیام گاہ پر پہنچ گئے اور بعد میں سنا گیا کہ ایک غیر احمدی مولوی یہ کہتا تھا۔ کہ ''اَج لوکاں نے مرزے نوں نبی بنا دتا'' یہ میں نے خود اس کے منہ سے نہیں سنا۔ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کے ساتھ ہم باہر نکلے اور ان کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ اینٹ پتھر مارتے ہیں۔ ذرا ٹھہر جائیں۔ تو آپ نے فرمایا وہ گیا جس کو مارتے تھے۔ مجھے کون مارتا ہے۔ چونکہ مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے چائے پیش کرنے پر یہ سب گڑبڑ ہوئی تھی۔ اس لئے سب آدمی ان کو کہتے تھے کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ میں نے بھی ان کو ایسا کہا۔ وہ بیچارے تنگ آ گئے اور بعد میں میاں عبدالخالق صاحب مرحوم احمدی نے مجھے بتلایا کہ جب یہ معاملہ حضور کے سامنے پیش ہوا کہ مفتی صاحب نے خواہ مخواہ لیکچر خراب کر دیا۔ تو حضور نے فرمایا! کہ مفتی صاحب نے کوئی برا کام نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے فعل سے اس حکم کی اشاعت کا موقعہ پیدا کر دیا۔ پھر تو مفتی صاحب شیر ہو گئے۔

﴿1203﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔مولوی عبداللہ صاحب بوتالوی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب

دعوت دی حضور علیہ السلام نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

اس سفر میں سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراسی بھی ساتھ تھے۔ حضورؑ پالکی میں تھے۔(پالکی قدیم پنجاب کی سواری تھی قریباً چار آدمی اٹھاتے تھے) اور سیٹھ صاحب یکّہ پر تھے۔ہم سب بھائی پالکی کے ساتھ ساتھ چلتے تھے اور ہم نے روزے رکھے ہوئے تھے۔ جب روزے کا ذکر ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ''سفر میں روزہ نہیں ہے۔'' ہم نے اسی وقت افطار کر دئے۔

دوسرے روز بمقام کارخانہ دھاریوال میں پیش ہوئے (کھونڈا سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا) آئندہ تاریخ گورداسپور کی ہوگئی۔ زائرین کا ہجوم اس قدر تھا کہ آخر حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی گئی کہ زائرین مضطرب زیارت ہیں لیکن کثرت کی وجہ سے اطمینان سے زیارت نہیں کر سکتے۔ حضور علیہ السلام درخواست کو منظور فرما کر نہر کے پل پر کھڑے ہوگئے اور لوگوں کو زیارت کا موقع دیا گیا۔

نوٹ: مولوی محمد حسین اس نظارہ کو دیکھتا تھا لیکن حسرت کی نگاہ سے (افسوس) آخر مجسٹریٹ ضلع نے مولوی محمد حسین سے لکھوالیا کہ ''میں آئندہ مرزا صاحب کو کافر نہیں کہوں گا۔'' اور سب انسپکٹر کے ہاتھوں پر مہری (چندرا) کے زخم ہوگئے جس سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔

صدق اللّٰہ تعالٰی . "یَعُضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ وَیُوْثِق" ۔حضور علیہ السلام سے اسی مجسٹریٹ ضلع نے پوچھا کہ آپ اس کو کافر کہتے ہیں۔ حضورؑ نے جواب دیا کہ ''میں نے اس کو نہیں کہا بلکہ اس نے مجھ پر کفر کا فتویٰ لگایا اس لئے وہ خود کافر ہوا۔'' اور اس پر آپ نے دستخط کر دئے۔''

﴿1483﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ برکت بی بی صاحبہ اہلیہ اللہ یار صاحب ٹھیکیدار نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں اکثر اپنی بہن کے لڑکے کو جو چھ یا آٹھ سال کا تھا حضرت اقدسؑ کے گھر میں لے جاتی تھی۔ ایک دن اس کو جبکہ نماز پڑھ رہی تھی کھانسی ہوئی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ''اس بچہ کو کالی کھانسی ہے جب تک آرام نہ ہو یہاں ساتھ نہ لایا کرو۔'' میں نے عرض کی کہ حضور دعا فرماویں کہ آرام ہو جائے۔ چنانچہ بچہ کو جلد آرام ہو گیا تھا۔

﴿1484﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان

تین روز تک وہ زخم بالکل صاف ہو گیا''۔

﴿1549﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلّہ دار الفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں۔تو میں نے ان سے پوچھا یہ کیسے پودے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ طاعون کے پودے ہیں۔ تو پھر میں نے پوچھا کہ کب؟ تو انہوں نے بتایا کہ جاڑے کے موسم میں ۔تب حضور نے تمام جماعت کو بلا کر ایک بڑھ کے نیچے جس جگہ قادیان کی مشرق کی جانب اب نئی آبادی ہوئی ہے جو بڑھ اب تک کھڑا ہے جمع کیا اور فرمایا کہ میں نے یہ دیکھا ہے۔اب دنیا میں طاعون کا عذاب آنے والا ہے۔ بہت بہت توبہ کرو، صدقہ کرو اور اپنی اصلاح کرو ہر طرح نصیحت فرمائی اور بہت ڈرایا اور بہت دیر تک نصیحت فرماتے رہے۔ چنانچہ اس کے کچھ عرصہ کے بعد طاعون شروع ہوئی۔

﴿1550﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلّہ دار الفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ مقدمہ تھا اور اس کی ایک پیشی کے لئے موضع دھاریوال میں جانا پڑا۔ گرمی کا موسم تھا اور رمضان کا مہینہ تھا۔ بہت دوست اردگرد سے موضع دھاریوال میں گئے اور بہتوں نے روزے رکھے ہوئے تھے۔ وہاں ایک مشہور سردارنی نے جو موضع کھنڈے میں مشہور سرداروں میں سے ہے حضور کی خدمت اقدس میں دعوت کا پیغام بھیجا۔حضور نے دعوت منظور فرمائی۔سردارنی نے میٹھے چاول وغیرہ کی دعوت دی۔بعض دوستوں نے حضور سے روزہ کے متعلق عرض کی۔فرمایا سفر میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔چنانچہ اس وقت سب دوستوں نے روزے چھوڑ دئے اور جب حضور دھاریوال کے پل پر تشریف لے گئے تو بہت لوگوں نے جو حضور کی زیارت کے لئے اردگرد سے آئے ہوئے تھے زیارت کی درخواست کی اس وقت حضور ایک پُلی پر کھڑے ہو گئے اور سب لوگوں نے حضور کی زیارت کی''۔

﴿1551﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلّہ دار الفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بھائی خیر الدین موضع سیکھواں نے اور میں نے مل کر ارادہ کیا کہ قادیان شریف

کہا آپ روز بھول جاتی ہیں۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ کل میں بلاؤں گا۔دوسرے دن جانے سے پہلے ہی آپ نے دریچہ کھول کر مجھے آواز دی جب میں سامنے آئی تو فرمایا ’’آؤ بیوی صاحبہ سیر کو جارہی ہیں‘‘۔

﴿1570﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔صفیہ بیگم بنت مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی حال معلّمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ۱۹۰۵ء ماہ اکتوبر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ مع حضرت اماں جان صاحبہ اور سب بچوں کے تشریف لے گئے۔چھاؤنی میں فرید کے مکان میں اترے۔والد صاحب لدھیانہ کے اردگرد کے گاؤں سے لوگوں کو،عورتوں کو پہلے ہی خبر کر آئے تھے کہ فلاں دن امام مہدی تشریف لائیں گے۔لدھیانہ آکر زیارت کرنا۔رمضان شریف کا مہینہ تھا۔والدہ صاحبہ اور میں بھی حضور کی زیارت کو پہنچیں۔گاؤں کی عورتیں کھدر کے گھگرے اور سب کپڑے کھدر کے پہنے ہوئے۔روزے سے آآکر مجھے کہتیں۔بی بی امام مہدی کی زیارت کرا۔میں اندر لے جاتی تھی۔وہ سب جاکر ایک ایک روپیہ دیتیں اور بڑے اخلاص سے دیکھتیں۔حضور نے اماں جان صاحبہ کی طرف رخ کرکے اسی طرف ام ناصر اور میں بیٹھی تھیں۔فرمایا کہ ایسی عورتیں ہی بہشت میں جاویں گی اور ان عورتوں کو بھی کچھ نصیحتیں کیں کہ جو مجھے بالکل یاد نہیں۔

﴿1571﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔صفیہ بیگم بنت مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی حال معلّمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان نے بذریعہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ آخر ۱۸۹۹ء یا شاید ۱۹۰۰ء ہوگا کہ میرے والد صاحب مرحوم کے چچا زاد بھائی بابو محمد اسماعیل ہیڈ کلرک دفتر رولی برادرس امرتسر سے آئے اور کہنے لگے کہ میرے پر فلاں صاحب نے مقدمہ کیا ہوا ہے۔جس کی وجہ سے میں سخت حیران ہوں۔اس جینے سے موت بہتر سمجھتا ہوں۔ قریباً دو سال مقدمے کو ہو چلے ہیں۔ اب کوئی صورت رہائی کی نظر نہیں آتی۔وکیلوں نے کہہ دیا ہے کہ قید اور جرمانہ ضرور ہوگا۔رات میرے دل میں خیال آیا کہ بھائی صاحب سے جاکر کہوں یعنی والد صاحب سے کہ آپ حضرت مرزا صاحب سے میرے مقدمے کے لئے دعا کرائیں شاید اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے مجھے رہائی بخشے وہ روتے تھے والد صاحب نے فرمایا۔بیلیا!اگر ہمارے حضرت صاحب نے تیرے لئے ہاتھ اٹھا دیئے تو واقعی تو ہر طرح

مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد والد صاحب مستقل سر رشتہ دار ہو گئے۔ اور پھر ترقی پا کر ہائی کورٹ کی رجسٹراری سے پنشن یاب ہوئے۔

یہ وضاحت اس لئے ہے کہ اشتباہ ہوتا ہے کہ شروع میں والد صاحب ملازم تھے یا نہیں۔ اور یہ طریق اس لئے والد صاحب نے قائم رکھا تھا کہ ملازمت سے بے نیاز تھے جب چاہتے قادیان چلے جاتے کوئی روک نہ تھی اور یہ وجہ تھی کہ اکثر سفر و حضر میں حضرت کے ساتھ رہتے تھے۔

آپ نے اخبار میں چند سوال شائع فرمائے تھے ان کے تعلق سے عرض ہے کہ:۔

(۴۔الف) بروایت والد صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی احمدی کا جنازہ پڑھایا اور اس کے بعد حضور نے فرمایا! کہ جو مقتدی ہیں ان کا بھی میں نے جنازہ پڑھا دیا ہے۔ والد صاحب فرماتے کہ میرا جنازہ تو حضور خود پڑھا چکے ہیں۔ چنانچہ بوقت جنازہ والد صاحب جو حضرت مولوی شیر علی صاحب نے پڑھایا۔ میں نے اس امر کا ذکر ان سے کیا تھا۔

(۴۔ب) ایک مرتبہ والد صاحب کپورتھلہ سے لدھیانہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ماہ رمضان تھا اور والد صاحب روزے سے تھے۔ حضرت صاحب کو جب معلوم ہوا، تو آپ نے روزہ افطار کرا دیا۔ اس وقت سورج غروب ہونے میں آدھ گھنٹہ کے قریب باقی تھا۔ اور فرمایا! کہ سفر میں روزہ جائز نہیں۔

(۵) والد صاحب کی ایک روایت ذیل غیر مطبوعہ ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم جالندھر میں ملازم تھے غالباً افسر مال تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کا والد صاحب سے بڑا تعلق تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب موصوف نے والد صاحب سے فرمایا کہ بروز وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام مَیں جالندھر میں گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ کہ یکدم بڑے زور سے مجھے الہام ہوا ''ماتم پرسی'' میں اسی وقت گھوڑے سے اُتر آیا اور مجھے بہت غم تھا۔ خیال کیا کہ شاید تائی صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہو۔ پھر خیال کیا کہ نہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماتم پرسی تو والد صاحب کے متعلق ہی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ میں ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا کہ مجھے رخصت چند دن کی دی جائے۔ غالباً والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا نہ کوئی خبر

والوں کو بھی اِس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر بچّہ اس عمر میں سارے روزے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔ اِسی طرح بعض بچّے خلقی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے بعض لوگ اپنے بچوں کو میرے پاس ملاقات کے لئے لاتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ سال ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں سات آٹھ سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں ایسے بچّے روزہ کے لئے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں۔ اِس کے مقابلہ میں ایک مضبوط بچّہ غالبًا پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر وہ میرے اِن الفاظ ہی کو پکڑ کر بیٹھ جائے کہ روزہ کی بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا اور نہ خدا تعالیٰ پر بلکہ اپنی جان پر آپ ظلم کرے گا۔ اِسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا بچّہ پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اُس پر طعن کریں تو وہ اپنی جان پر ظلم کریں گے۔ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 385)

کم عمری میں روزہ رکھنے کی ممانعت

حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:۔

قبل بلوغت کم عمری میں آپؑ روزہ رکھوانا پسند نہیں کرتے تھے۔ بس ایک آدھ رکھ لیا کافی ہے۔ حضرت اماں جان نے میرا پہلا روزہ رکھوایا تو بڑی دعوتِ افطار دی تھی۔ یعنی جو خواتین جماعت تھیں سب کو بلایا تھا۔ اس رمضان کے بعد دوسرے یا تیسرے رمضان میں میں نے روزہ رکھ لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ آج میرا روزہ پھر ہے۔ آپؑ حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پاس سٹول پر دو پان لگے رکھے تھے۔ غالبًا حضرت اماں جانؓ بنا کر رکھ گئی ہوں گی۔ آپ نے ایک پان اُٹھا کر مجھے دیا کہ لو یہ پان کھالو۔ تم کمزور ہو، ابھی روزہ نہیں رکھنا۔ توڑ ڈالو روزہ۔ میں نے پان تو کھالیا مگر آپ سے کہا کہ صالحہ (یعنی ممانی جان مرحومہ چھوٹے ماموں جان کی اہلیہ محترمہ) نے بھی رکھا ہے۔ اُن کا بھی تڑوا دیں۔ فرمایا بلاؤ اس کو ابھی۔ میں بُلا لائی۔ وہ آئیں تو اُن کو بھی دوسرا پان اُٹھا کر دیا اور فرمایا لو یہ کھالو۔ تمہارا روزہ نہیں ہے۔ میری عمر دس سال کی ہوگی غالبًا۔ (تحریرات مبارکہ صفحہ 227، 228)

ردِقادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت پر مشتمل مفتی مبشر شاہ کی چند کتب کی فہرست

(کتب کی فہرست)

(1) قادیانی کذاب المعروف السوء والعقاب (امام احمد رضا خان بریلوی) (2) مرزا غلام قادیانی کی بیان کردہ ضعیف احادیث (3) احادیثِ امام مہدی رضی اللہ عنہ (4) ختم نبوت کورس جلد 1، عقیدہ ختم نبوت (5) قادیانی توحید (6) معراجِ جسمانی رد قادیانی رسالہ الاسراء والمعراج۔ قادیانی عقائد کا رد (7) مرزا قادیانی کے دوسو جھوٹ (8) مرزا قادیانی چوہڑہ (9) قادیانی کلمہ (10) مرزا قادیانی اِن ہیرامنڈی (11) مرزا قادیانی کی توہین یسوع مسیح علیہ السلام (12) مرزا قادیانی کی الہامی تجارت (13) قادیانی کنجر خانہ (14) قادیانی عبادات (15) قادیانی عقائد (16) قادیانی معیارِ نبوت (17) جماعتِ احمدیہ (قادیانیوں کے کرتوت) (18) قادیانی جہالتیں (19) ختمِ نبوت پاکٹ بک (رد احمدیہ پاکٹ بک) (20) قادیانی تحریفاتِ قرآن (21) عجائباتِ تذکرہ (22) حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام